حسینؑ کی عزاداری

ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد

رسول کے بیکس نواسہ مظلوم حسینؑ ابن علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت کو قمری مہینوں کے حساب سے تیرہ سو تیرہ برس ختم ہونے کے قریب ہیں۔ ۶۱ھ ہجری میں یہ دل دوز شہادت کربلا میں واقع ہوئی اور اب ۱۳۷۴ ہجری ختم کی حدوں تک آ چکا ہے، اس تیرہ سو برس میں کوئی دور ایسا نظر نہیں آتا۔ جب ماہ محرم کی ابتدا ہوئی ہو اور حسینؑ کے چاہنے والوں کے گھروں میں ماتم کی صف نہ بچھ گئی ہو، ابتدا ابتدا میں تو اس غم کو عالم گیر نہیں کہا جا سکتا مگر اب تو یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ ہر ملک ہر شہر ہر گھر میں غم حسینؑ نہ سہی تو ذکر حسینؑ تو پہنچ ہی چکا ہے۔ ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں ادھر مغرب کے کنارے پر ہلال محرم خنجر غم بن کر چمکا ادھر اس مظلوم کی یاد کسی نہ کسی صورت میں دلوں میں تازہ ہوگئی، دوست انداز غم اور اشکوں کی روانی میں یاد کرتے ہیں اور دشمن عزائے حسینی کو روکنے کی غرض سے سہی مگر یاد ضرور کر لیتے ہیں بلکہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا کچھ انداز عزا ہی ایسا ہے کہ وہ اغیار جن کو اسلام سے کوئی ربط نہیں، نہ وہ ہمارے رسول کو مانتے ہیں نہ ہمارے ائمہ پر ان کا ایمان ہے، مگر وہ بھی ہمارے مجالس، ہماری سینہ زنی، ہماری نوحہ خوانی، ہماری تعزیہ داری اور گریہ وبکا کو دیکھ کر حسینؑ اور ان کے محیر العقول کارناموں سے ضرور واقف ہو جاتے ہیں!

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح حسینیت کے فدائی ہر آن اور ہر ساعت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ عزائے حسینؑ مختلف صورتوں سے دنیا میں عام ہوتی جائے، بڑھتی جائے گھٹنے نہ پائے، اسی طرح حسینؑ کے دشمن زبان سے دشمنی کا اظہار نہ کر سکیں، مگر عزاداری کے ہر جزو کو بدعت کہہ کر دنیا سے مٹا دینے میں اتنی ہی کوشش کرتے ہیں جتنی ہم بقا میں سعی کرتے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر کہ شیعہ پست ترین قوم ہوں، مفلس ہوں، محتاج ہوں، سیاست کے میدان میں سب سے کم تر ہوں، ہر دور میں پیچھے رہ جاتے ہوں مگر نشر و اشاعت عزائے حسینؑ میں ہمیشہ کامیاب اور ہر مخالفت کرنے والے پر غالب رہے اور انشاءاللہ غالب رہیں گے۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ ہم غالب ہیں، ہم پُر فکر ہیں، ہم خوش تدبیر ہیں، جی نہیں، بلکہ ہمارا مسلم الثبوت عقیدہ ہے کہ خالق کی مرضی اور مشیت یہی ہے کہ غم حسینی، ذکر حسینی، واقعات شہادت دنیا میں پھیلتے رہیں، باقی رہیں بلکہ بڑھتے رہیں۔

آج تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس غم کو پھیلا رہے ہیں، بڑھا رہے ہیں۔ تمام دنیا سے حسینیّت کو روشناس کرا رہے ہیں مگر اس واقعہ شہادت سے قبل آپ تھے یا قدرت تھی جس نے حسینؑ کے تذکرے چھیڑ چھیڑ کے اس غم کو عام کر دیا؟ تاریخ اسلام کی بنیاد اور انسانیت کی ابتدا جس ذات سے ہوئی یعنی جناب آدمؑ وہیں سے عزائے حسینؑ کی بنیاد پڑی اور جب کوئی ذکر کرنے والا نہ تھا تو خود زبان

قدرت نے مجلس پڑھی اور امین وحی نے ذاکری شروع کی۔

جناب آدمؑ اپنے ترک اولیٰ کی پاداش میں جنت سے نکلے اور اثرات ترک اولیٰ مٹانے کو قدرت نے چند کلمات کی تعلیم دی کہ ان کے وسیلہ سے توبہ کرو تو قبول کروں۔ وہ کلمات کیا تھے: محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔

آدمؑ نے ہر کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا مگر جب پانچواں نام لیا تو بے ساختہ روئے اور کیوں نہ روتے۔ حسینؑ نے فرمایا ہے: ''لا یذکر فی مومن الا امتعبر'' ''جب بھی کوئی مومن مجھ کو یاد کرے گا تو ضرور روئے گا'' آدمؑ کے مومن کامل ہونے میں شک نہ تھا لہٰذا حسینؑ مظلوم کی زبان طیب سے نکلی ہوئی حدیث آدم کے اشکوں کی چمک میں حق ہو کے ظاہر ہوئی اور آدمؑ نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا کہ کسی اور نام سے میرے دل پر غم کے اثرات پیدا نہ ہوئے مگر اس پانچویں نام نے رلا دیا۔ جبرئیل نے مجلس پڑھنا شروع کی۔ آدمؑ یہ تمہارا وہ فرزند ہے جو غربت کے عالم میں بھوکا پیاسا بڑے ظلم و ستم کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ نہ اس کا کوئی معین ہوگا نہ مددگار، آدم کاش تم دیکھ لیتے کہ یہ مظلوم کس طرح آواز استغاثہ بلند کر رہا تھا اور ارشاد کر رہا تھا کہ میرا کوئی مددگار اب باقی نہیں اور پیاس سے میرا دل بھُنا جاتا ہے۔ آدم پیاس بڑھتے بڑھتے اس مظلوم اور آسمان کے درمیان میں دھوئیں کی طرح پھیلی ہوئی ہوگی اور اس کی فریاد کے جواب میں کوئی نیزہ لگاتا ہوگا اور کوئی تلواریں مارتا ہوگا۔ یہاں تک کہ حسینؑ مظلوم کو دشمن پس گردن سے اس طرح ذبح کر دیں گے جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ ان کا اسباب لوٹ لیں گے اور ان کے اہل حرم کے ساتھ سرہائے شہداء شہر بہ شہر میں پھرائیں گے۔ آدم یہ واقعہ علم باری میں یوں ہی گذرا ہے۔

آدمؑ اور جبرئیل اس طرح روئے جس طرح وہ عورت روتی ہے جس کا جوان فرزند مر گیا ہو، جنت سے نکلنے کے بعد آدمؑ اور جگہ اترے اور حوا اور جگہ اتریں۔ جناب آدمؑ تلاش حوا میں سرگرداں و حیراں تھے۔ چلتے چلتے زمین کربلا پر پہنچے۔ اس زمین پر قدم رکھتے ہی دل بھر آیا اور آنکھ سے آنسو بہہ نکلے یہاں تک کہ مقتل امام میں پہنچ کر ٹھوکر لگی اور پیر سے خون جاری ہوا۔ درگاہ باری میں عرض کی کہ میرے مالک ہر جگہ سے گذر گیا مگر نہ تو کہیں میرے دل پر غم طاری ہوا اور نہ ٹھوکر کھائی۔ کیا مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا کہ ٹھوکر لگی اور خون بہا۔ قدرت نے جواب دیا کہ تم سے کوئی خطا ہوئی نہ قصور ہوا، بلکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر تمہارا فرزند حسینؑ قتل کیا جائے گا۔ آدم حالات شہادت سن کے روئے اور قاتلان حسینؑ پر لعنت کر کے آگے بڑھے۔

اس مجلس میں ذاکر خود قدرت تھی اور حاضرین مجلس آدم و جبرئیل تھے عذاب نازل کرنے سے پہلے خدا نے جناب نوحؑ کو حکم دیا کہ کشتی بناؤ۔ تختے نوح نے چیرے اور کیلیں جبرئیل لائے۔ سب کیلیں لگ چکیں تو آخر میں پانچ کیلیں رہ گئیں۔ جبرئیل نے تعلیم دی کہ پہلے کیل محمد کا نام لے کر سر سفینہ پر لگا دو، دوسری علیؑ، تیسری فاطمہؑ، چوتھی حسنؑ، پانچویں حسینؑ کا نام لے کر لگا دو۔ یہ نام آتے ہی ادھر تو اس کیل سے نور چمکا اور آنسو ٹپکے اور ادھر نوحؑ نے کیل سے

آنسو ٹپکنے کی وجہ دریافت کی۔ جبرئیل نے واقعات شہادت بیان کئے اور نوح کا تو نام ہی کثرت نوحہ وبکا کی وجہ سے نوح ہوا تھا لہٰذا ان کا رونا محل تعجب نہ تھا۔

جناب نوح ایمانداروں کو لے کر کشتی میں سوار ہوئے اور طلاطم خیز موجوں میں بقیہ حیات انسانی کو اپنے دل میں جگہ دے کر خدا کے سہارے پر سفینۂ نوحؑ نے ہر سرزمین پر گردش شروع کی۔ چلتے چلتے کربلا کی طرف آنکلی اور دست موج نے سفینہ کو اتنی زبردست تکان دینا شروع کی کہ جناب نوحؑ گھبرا گئے۔ دست دعا بلند کئے میرے مالک! ہر زمین سے گذر گیا مگر یہ حالت کہیں نہ ہوئی، یہ کون سی زمین ہے جہاں سفینہ ڈوبا جارہا ہے۔ آواز آئی، نوحؑ یہ میرے حسینؑ مظلوم کا مقتل ہے۔ لسان قدرت نے واقعات بیان کئے اور نوح نے گریہ بکا کے ساتھ قاتلان حسینؑ پر لعنت کی، طوفان سے نجات پاگئے۔

جناب ابراہیمؑ نے اپنے خیال میں جناب اسماعیلؑ کو ذبح کر دیا۔ مگر جب آنکھ سے پٹی کھولی دیکھا۔ اسماعیلؑ تو صحیح وسالم ہیں مگر دنبہ ذبح ہوا۔ درگاہ باری میں عرض کی کہ میرے خالق اگر میں اسماعیلؑ کو ذبح کرتا اور اس غم میں میرا دل دردمند ہوتا تو جو مجھ کو ثواب ملتا اس سے اب محروم ہوگیا۔ ارشاد رب العزت ہوا کہ حسینؑ سے تم کو زیادہ محبت ہے یا اسماعیلؑ سے، عرض کی حسینؑ سے۔ قدرت نے جواب دیا کہ سنو حسین مظلوم پر یہ ظلم ہوں گے، یوں قتل ہوں گے، ابراہیمؑ تم حسینؑ کے مصائب سن کے رودئے تو تمہارا اجر اس سے بدر جہا زائد ہوگیا جو غم اسماعیل میں ہوتا۔

مسلمان! کان کھول کے سنیں آنکھ کھول کے دیکھیں کہ جناب ابراہیمؑ فرمارہے ہیں کہ میں اسماعیلؑ کو یاد کر کے روتا تو مجھ کو ثواب ملتا۔ اب فرمائیے رونا بدعت ہے یا کار ثواب ہے؟ اور پھر بعد ذبح اسماعیلؑ یقیناً زندۂ جاوید ہوتے تو اگر زندہ جاوید کا ماتم کرنا حرام تھا تو جناب ابراہیمؑ کے دل کی تمنا کیوں تھی کہ میں روتا؟ سن رکھو قرآن ہمارے رسولؐ سے فرماتا ہے: مِلَّةَ اَبِيْكُمْ ابراھیم۔ یہ تو تمہارے باپ ابراہیم ہی کی ملت ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ ملت ابراہیمؑ سے وہی روگردانی کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو بیوقوف بنائے۔ تو جو ملت ابراہیم سے روگرداں نہیں ہوئے ہیں وہ حسینؑ کو زندۂ جاوید سمجھنے کے بعد بھی رو رہے ہیں اور جو حسب ارشاد قرآن بیوقوف ہیں وہ جو ملت ابراہیمؑ سے منھ پھیرے، زندہ جاوید کے ماتم کو حرام اور بدعت بتا رہے ہیں۔ جناب ابراہیمؑ گھوڑے پر سوار ہیں اور کربلا کی زمین پر گذر رہا۔ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور جناب ابراہیمؑ گرے، سر مبارک سے خون جاری ہوا۔ درگاہ باری میں عرض کی، میرے مالک کوئی قصور ہوا؟ ارشاد ہوا نہیں۔ مگر یہ وہ جگہ ہے جہاں تمہارے فرزند حسینؑ کا خون بہے گا۔ تمہارا خون خون حسین میں شرکت چاہتا ہے۔ یہاں پر زبان قدرت نے مجلس مصائب پڑھی اور جناب ابراہیم روئے۔

جو شخص جناب اسماعیل کی دنبیاں چراتا تھا اس نے آکر عرض کی کہ یہ دنبیاں اس نہر سے پانی نہیں پیتیں۔ جناب اسماعیلؑ نے درگاہ باری میں سوال کیا۔ جواب ملا کہ انہیں دنبیوں سے دریافت کرو۔ دنبیوں نے عرض کی اے نبیؑ

خدا! یہ وہ نہر ہے جس کے کنارے آپ کا فرزند حسینؑ پیاسا ذبح ہوگا۔ ہم اس نہر سے پانی نہیں پی سکتے۔

جناب اسماعیلؑ صادق الوعد پر امت نے ہزاروں ظلم کئے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم کی کھال کھینچ لی۔ ملک نازل ہوا کہ تم اجازت دو تو میں ان سے تمہارا انتقام لے لوں۔ جناب اسماعیلؑ نے جواب دیا کہ نہیں میں انتقام نہیں چاہتا میں تو حسین ابن علیؑ کی پیروی کروں گا اور ہر ظلم پر صبر کروں گا۔ معلوم ہوتا ہے قدرت ان سے بھی واقعات شہادت بیان کر چکی تھی۔

حضرت موسیٰؑ مناجات کے واسطے جا رہے ہیں اور ایک شخص نے راستہ روک کر عرض کی کہ نبی خدا مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے، خدا سے سفارش فرمایئے گا کہ معاف کر دے۔ جناب موسیٰؑ نے مناجات شروع کی، آواز آئی۔ موسیٰؑ کیا چاہتے ہو؟ عرض کی۔ تو خوب جانتا ہے اس شخص کا گناہ معاف کر دے۔ جواب ملا کہ موسیٰ جو سچے دل سے مجھ سے توبہ کرے گا اسے بخش دوں گا، مگر نہ بخشوں گا تو قاتل حسینؑ کو۔ جناب موسیٰؑ نے دریافت کیا اور خدا نے واقعات شہات بیان کئے۔ جناب موسیٰؑ بہ شدت روئے۔

سلیمانؑ کا تخت دوش ہوا پر ہے کہ کربلا کی زمین آ گئی۔ تخت نے تین چکر کھائے اور کربلا کی زمین پر اتر گیا۔ جناب سلیمانؑ نے ہوا سے دریافت کیا کہ اس زمین پر کیوں رک گئی، جواب ملا کہ یہ حسینؑ مظلوم کا مقتل ہے۔ جب تک قاتل حسینؑ پر لعنت نہ کرلو گے تخت آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جناب سلیمانؑ نے حالات شہادت سنے، قاتلان حسینؑ پر لعنت کی۔ اس وقت تخت آگے بڑھا۔

جناب زکریاؑ کو اسماء مبارکہ پنجتن سکھائے گئے۔ جب آپ چار نام لیتے تھے دل خوش ہو جاتا تھا۔ جب پانچواں نام لیتے تھے رونے لگتے تھے۔ سوال کیا، درگاہ باری سے جواب ملا۔ کہ یہ اس مظلوم کا نام ہے جس کے مصائب کی حد نہ ہوگی۔ یہ حالات سن کر تین دن تک رویا ہی کئے۔

حضرت عباسؑ عمّ رسالت مآبؐ کی زوجہ ام الفضل کہتی ہیں کہ حسینؑ رسولؐ کی گود میں تھے اور رسول زار و قطار رو رہے تھے میں نے وجہ دریافت کی۔ رسولؐ نے فرمایا کہ یہ بچہ میرا بڑے ظلم و ستم کے بعد شہید کیا جائے گا۔

امیر المومنین علیؑ صفین کی طرف جاتے ہوئے زمین کربلا تک پہنچے، سواری سے اترے اور فرمایا کہ ''اے ابو عبداللہ الحسینؑ صبر کرنا صبر کرنا۔'' عبداللہ ابن یحییٰ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ مولا۔ اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! ایک دن میں رسولؐ کی خدمت میں گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بشدت رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ خدا کے رسولؐ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ۔ ابھی جبرئیل آئے تھے اور مجھ کو خبر دی کہ میرا حسینؑ زمین کربلا پر قتل ہوگا اور اس زمین کی مٹی لا کر مجھے دکھائی۔

سیدۂ زنان عالم سے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ جو بچہ تمہارے بطن میں ہے وہ شہید ہوگا اس لئے آپ زمانہ حمل میں بھی روئیں اور وقت وضع حمل بھی روئیں۔

جناب سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ کوئی ملک آسمان

پر نہ ایسا تھا جس نے رسولؐ کی خدمت میں آ کے حسینؑ کے غم میں تعزیت نہ ادا کی ہو۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جب جبرئیل نے شہادت امام حسینؑ کی خبر رسولؐ سے بیان کی تو رسولؐ نے یہ خبر علیؑ سے کہہ دی۔ دونوں بھائی حجرہ میں بیٹھ کر دیر تک رویا کئے، یہاں تک کہ جبرئیل امین نے آ کر عرض کی کہ ارشاد رب العزت ہے کہ بس اب صبر فرمایئے۔

یہ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ ماتم حسینؑ ابتداء خلقت انسانی سے جاری ہوا اور بیان کرنے والا خود خدا تھا اور سننے والے انبیاء و مرسلین تھے تو اگر مشیت باری نہ تھی کہ ذکر حسینؑ ہمیشہ زندہ رہے تو ہر نبی سے بیان کرنے کی کیا وجہ تھی۔ ایسے ذکر کو اگر کوئی دنیا سے مٹانا چاہے تو یاد رکھے خود مٹ جائے گا۔ دنیا مٹ جائے گی مگر ذکر حسینؑ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا۔

یہ بھی غور کر لینے کے قابل ہے کہ جس نبیؐ نے یہ ذکر سنا وہ رویا۔ تو اگر رونا بدعت ہوتا تو کبھی تو وحی ہوتی کہ میں ذکر شہادت حسینؑ رونے کے واسطے نہیں کرتا، یہ بدعت ہے اس پر عمل نہ کرنا۔ پھر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اب تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ''ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے'' مگر انبیاء تو شہادت کیسی ولادت سے بھی قبل روئے اور خصوصاً ہمارے رسولؐ تو حسینؑ کو گود میں بٹھا بٹھا کے روئے۔ اب فرمایئے کہ جب رسولؐ کی گود میں حسینؑ موجود تھے تو زندہ تھے یا معاذ اللہ شہادت ہو چکی تھی تو کسی صحابی نے کیوں نہ روکا کہ رسول اللہ حسینؑ تو زندہ ہیں۔ آپ کی گود میں ہیں پھر یہ رونا کیسا؟ لہٰذا اگر اس زندگی ظاہری میں رسولؐ کا رونا مصائب حسینؑ سن کر جائز تھا تو بعد شہادت رونا بھی نہ بدعت ہے نہ حرام بلکہ بالکل جائز ہے۔ سیرت رسولؐ ہے، بے حد اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۞۞۞

{حضرت ابوالفضل العباس ـ اور حفاظت دین و امام ـ}

وَاللّٰهِ اِنْ قَطَعْتُمْ يَمِيْنِي　اِنِّي اُحَامِي عَنْ دِيْنِي

وَعَنْ اِمَامٍ صَادِقِ الْيَقِيْنِ　نَجْلِ النَّبِيِّ الطَّاهِرِ الْاَمِيْنِ

''خدا کی قسم اگرچہ تم نے میرا داہنا ہاتھ قلم کر دیا اس کے باوجود میں یقیناً اپنے دین کی حفاظت کرتا رہوں گا۔''

''اور پاک و امانت دار نبیؐ کے نواسے، اپنے صادق الیقین امامؑ کی حمایت کرتا رہوں گا۔''

(مقتل الحسینؑ۔ المقرم، ص۲۶۹)